AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Al-Misbah, **Vol. 3, No. 3**(2023),42-56
https://almisbah.info/

جناح انٹرنیشنل ائیرپورٹ کی بنیاد پر حکومت پاکستان کے جاری کردہ اجارہ صکوک کا شرعی جائزہ

SHARIAH REVIEW OF *IJARA SUKUK* ISSUED BY GOVERNMENT OF PAKISTAN BASED ON JINNAH INTERNATIONAL AIRPORT

*Dr. Kaleemullah

ABSTRACT

It is well known that Sukuk began to play a major and prominent role in the field of Islamic economics, as it proved its effectiveness in covering the financial needs of the state and the industrial sector on bases that are compatible with Islamic law. Among the most important of these Sukuk are the lease Sukuk, which contain the main position in the international Sukuk issuances. On the other hand, Pakistan occupies a high position among the countries that are interested in issuing Sukuk to cover its economic needs, and that most of the Sukuk of the government of Pakistan have been issued and are still being issued on the basis of lease Sukuk, and there are some jurisprudential issues in which the point of view of Pakistani scholars differs from that of Arab scholars. Therefore, some people raised suspicions about its compatibility with the principles of Islamic law, so there was a need to study it and study a sample of it to identify the extent of its conformity with Islamic law. In this study, I took from it one of the most important issued Sukuk in the country, which was issued on the basis of Jinnah International Airport in Karachi. The study concluded that it is in conformity with the Islamic Sharia and there is nothing to be taken or rejected from the legal point of view.

Keywords: Sukuk, GoP Ijara Sukuk, Leased- Sukuk,Sukuk Issues, Sukuk Ownership

تعارف:

یہ حکومت پاکستان کے جاری کردہ صکوک ہیں، اس کی شرعی بنیاد عقد اجارہ پر رکھی گئی ہے۔ پاکستان ڈومیسٹک صکوک کمپنی لمیٹڈ (PDSCL) کو SPV اور صکوک ہولڈرز کے لئے وکیل (agent) مقرر کیا گیا ہے۔ جبکہ جناح انٹرنیشنل ائیرپورٹ کراچی کو صکوک کا پشتی اثاثہ (underlying asset) مقرر کیا ہے۔[1]

صکوک ہذا کا تفصیلی مرحلہ وار طریقہ کار:

۱۔ سب سے پہلے اسٹیٹ بینک آف پاکستان (SBP) ایک نیلام کا انعقاد کرے گا جس کے ذریعہ سے صکوک میں سرمایہ کاری کرنے والے (investors) متعین ہو جائیں گے۔

۲۔ سرمایہ کاری کرنے والے PDSCL کے حق میں سرٹیفیکٹ میں اشتراک کا عہدنامہ (Certificate Subscription Undertaking) جاری کریں گے، جس کی رو سے سرمایہ کار PDSCL کو عہدنامہ میں ذکر کردہ مقاصد کی انجام دہی کے لئے اپنا نائب (agent) مقرر کریں گے۔

* Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Queta.

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

۳۔اس کے بعد PDSCL اور اسٹیٹ بینک پاکستان کے بینکنگ سروس کارپوریشن (SBP BSC) کے درمیان ایک ایجنسی ایگریمنٹ طے ہوجائے گا جس کی رو سے PDSCL (سرمایہ کاروں کے وکیل کے طور پر) (SBP BSC) کو اپنا وکیل اور نائب (paying agent)نامزد کرے گی کہ وہ سرمایہ کاروں سے اشتراک کی رقوم (subscription proceeds) جمع کرے گی، نیز وہ حکومت پاکستان سے کرایہ کی رقم جمع کرکے انہیں سرمایہ کاروں (صکوک ہولڈرز) میں تقسیم بھی کرے گی، مزید یہ کہ وہ انوسٹرز کے لئے ریفرنس ایجنٹ اور رجسٹرار کے طور پر بھی خدمات انجام دے گی۔

۴۔اس کے بعد PDSCL اور حکومت پاکستان کے درمیان انوسٹرز کے حق میں اجراء صکوک کا عہد نامہ (Certificate Issuance Undertaking) نافذ ہوگا، جس کی رو سے PDSCL اس بات کی ذمہ داری لے گی کہ وہ انوسٹرز کے لئے صکوک جاری کرے گی۔اسی عہد نامے میں PDSCL انوسٹرز/صکوک ہولڈرز کے لئے وکیل اور نائب بننے کو بھی قبول کرے گی۔صکوک پروگرام کے لئے ہونے والی نیلامی کے مطابق انوسٹرز SBP BSC کو فنڈز مہیا کریں گے، کہ وہ ان رقوم کو(صکوک ہولڈرز کے لئے PDSCL کی نیابت میں)اثاثے کی خریداری کے معاہدے کے بعد حکومت پاکستان کو اس اثاثے کی قیمت کے طور پر ادا کرے۔ہر جاری شدہ صک اثاثے میں غیر متعینہ حصے کی ملکیت کی نمائندگی کرے گا۔

۵۔PDSCL صکوک ہولڈرز کے نائب کے طور پر حکومت پاکستان (جس کی طرف سے وزارت خزانہ معاملہ سرانجام دے گی) کے ساتھ ایک معاہدہ خریداری(Purchase Agreement) میں شامل ہوجائے گی جس کی رو سے PDSCL حکومت پاکستان سے اثاثے (جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ) کا طے شدہ فیصد باہمی رضامندی سے طے شدہ قیمت پر خریدے گی جو رقم اجراء صکوک کی قیمت کے برابر ہوگی۔اس معاہدہ کی تکمیل کے بعد وکیل ادائیگی(paying agent)یعنی(SBP BSC)اثاثے کی قیمت کی رقم فروخت کنندہ(حکومت پاکستان) کے اکاؤنٹ میں منتقل کرے گی۔

۶۔ معاہدہ خریداری کے مطابق مذکورہ اثاثے کے خریدے ہوئے حصے کی ملکیت صکوک ہولڈرز کی طرف منتقل کی جائیگی، جبکہ قانونی دستاویزات میں اس کی ملکیت بدستور CAA (سول ایوی ایشن اتھارٹی) کے نام پر رجسٹرڈ رہے گی۔CAA صکوک ہولڈرز کے لئے ایک ٹرسٹ اعلان(Declaration of Trust) جاری کرے گی، جس کی روشنی میں CAA ٹرسٹ کے مذکورہ بالا اثاثے میں صکوک ہولڈرز کے مملوک متناسب حصے کی ملکیت کی قانونی رجسٹریشن اپنے نام پر رکھے گی۔اثاثے کے خریدے ہوئے حصے میں صکوک ہولڈرز کے قبضہ کو ثابت کرنے کے لئے حکومت پاکستان (وزارت خزانہ کے واسطے سے) اور PDSCL (صکوک ہولڈرز کے نائب کے طور پر) کے درمیان ایک کاغذی دستاویز پر دستخط کئے جائیں گے جو اس بات کا ثبوت ہوگا کہ اثاثے میں صکوک ہولڈرز کے خریدے ہوئے حصے پر ان کی طرف سے PDSLC نے constructive قبضہ کرلیا۔جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوجائے گا کہ اثاثے کے اس حصے کا نفع ونقصان صکوک ہولڈرز کی طرف منتقل ہوجائے گا۔ڈکلئیریشن آف ٹرسٹ کے تحت CAA اپنی ذمہ داریاں اور اختیارات PDSCL کے سپرد کرے گی، سوائے اس کے کہ اثاثہ قانونی طور پر بدستور CAA کے نام پر رجسٹرڈ ہوگا۔(CAA کی ذمہ داریوں اور اختیارات کے لئے وہ SBP BSC کو بھی نائب بنایا جاسکتا ہے)

۷۔انوسٹرز کے لئے، معاہدہ خریداری اور دستاویز حصول قبضہ کے مطابق، اثاثے کے خریدے ہوئے حصے میں (شریعت میں قابل قبول)ملکیت حاصل کرنے کے بعد PDSCL (صکوک ہولڈرز کی نیابت میں) حکومت پاکستان کے ساتھ ایک اجارہ ایگریمنٹ پر دستخط کرے گی جس کے مطابق PDSLC جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ کا خریدا ہوا اثاثہ حکومت پاکستان (وزارت خزانہ کے واسطے) کو تین سال کی مدت

کے لئے کرایہ پر دے گی، جس کی اجرت اجارہ ایگریمنٹ میں طے شدہ شرائط وضوابط کے مطابق باہمی رضامندی سے طے کی جاچکی ہے۔ نیز اجارہ ایگریمنٹ میں طے شدہ شرائط وضوابط کے مطابق حکومت پاکستان کو اس بات کی اجازت ہوگی کہ وہ اپنے متعلقہ ادارے(CAA) کو اپنے نمائندے کے طور پر اجارہ پر لئے ہوئے صکوک ہولڈرز کی مملوکہ زمین وغیرہ کو استعمال کرے۔

کرایہ کی رقم درج ذیل مدات کی رقوم پر مشتمل ہوگی:

(i) اجارہ کے معاملے کی اس مدت کا کرایہ بمعہ مارجن (جیساکہ صکوک آکشن میں طے ہوا ہو)

(ii) اس مدت کے دنوں کی تعداد کو ۳۶۵ دنوں میں تقسیم کرکے،

(iii)اجراءصکوک کی فیس وبلیو

اثاثے کے روز مرہ تحفظ ونگہداشت (maintenance) کے اخراجات کرایہ پر لینے والی کی ذمہ داری ہے جبکہ اثاثے پر آنے والے بڑے اخراجات مؤجر(Lessor) کی ذمہ داری ہوگی۔ اگر کہیں بڑے اخراجات کی ضرورت درپیش ہو تو سروس ایجنٹ کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ مؤجر(Lessor) سے پیشگی اجازت لیکر متعلقہ اخراجات کا انتظام کرے۔ سروس ایجنٹ اخراجات کا حقیقی بل مؤجر(Lessor) کو پیش کرے گا جس کے بعد موجر اس کو رقم کی ادائیگی کرے گا۔ اس پوائنٹ کو اجارہ ایگریمنٹ میں صحیح طور پر شامل کیاجائے گا۔

8۔PDSLC اور حکومت پاکستان(بواسطہ وزارت خزانہ) ایک سروس ایجنسی ایگریمنٹ نافذ کریں گے جس کی روشنی میں PDSLC صکوک ہولڈرز کی طرف سے حکومت پاکستان کو اس بات کے لئے اپنانائب بنائے گی کہ وہ کرایہ کی مدت کے دوران کرایہ پر دیئے ہوئے اثاثے کے متعلق خدمات سرانجام دے، اس کے بدلے حکومت کو برائے نام فیس کی ادائیگی کی جائے گی۔

9۔ حکومت پاکستان(بواسطہ وزارت خزانہ) عہد نامہ خریداری(Purchase Undertaking) کے تحت اس بات کا عہد کرے گی کہ وہ صکوک کی مدت کے اختتام یانادہندگی کی حالت میں اجارہ کو ختم کردینے کی صورت میں کرایہ پر دیا ہوا اثاثہ ایکسرسائز پرائس پر خریدے گی۔ ایکسرسائز پرائس کا مطلب ہے اتنی رقم جو ابتدائی خریداری کی رقم بمعہ دیگر رقوم جو کرایہ دار کے ذمہ واجب الاداء ہو(بشمول کسی واجب الاداء کرایہ کی رقم کے)۔ اسی عہد نامہ خریداری کے مطابق PDSCL(صکوک ہولڈرز کے نائب کے طور پر) اور حکومت پاکستان(بواسطہ وزارت خزانہ) ایک معاہدہ خریداری(Sale Agreement) پر دستخط کریں گے جو اس بات کا ثبوت ہوگا کہ کرایہ پر دیا ہوا اثاثہ حکومت نے صکوک ہولڈرز سے خرید لیا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوجائے گا کہ اثاثے کی ملکیت صکوک ہولڈرز کی طرف سے واپس حکومت پاکستان کی طرف منتقل ہوجائے گی، جبکہ اس اثاثے کی قانونی رجسٹریشن اور اس کا قبضہ (حکومت پاکستان کی طرف سے)بدستور CAA کے پاس ہوگا۔

۱۰۔ حکومت پاکستان(بواسطہ وزارت خزانہ) ایک(Cost Undertaking) کے ذریعہ اس بات کا عہد کرے گی کہ وہ تمام لاگو شدہ فیس اور اخراجات ادا کرے گی، اور اجراءصکوک سے متعلقہ تمام نقصانات کی تلافی کرے گی۔

۱۱۔اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی اسلامی بینکنگ ڈیپارٹمنٹ درج ذیل امور کی نگرانی کی ذمہ دار ہوگی:(i) صحیح تنفیذ(ii)منظور شدہ شریعہ اسٹرکچر کے مطابق قانونی کاغذی کاروائی، تاکہ شریعت کی اتباع اور صکوک کی مدت کے دوران اور اس کے اختتام پر بہترین انتظام کو یقینی بنایا جاسکے۔

جس وقت بھی حکومت پاکستان کو فنڈ کی ضرورت ہوگی تو مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق مذکورہ اثاثے (جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ) کے باقی حصے بھی صکوک ہولڈرز کو فروخت کردیئے جائیں گے۔

نوٹ: اجارہ کے قوانین کے مطابق ملکیت سے متعلق تمام اخراجات (بشمول اساسی نگہداشت اور تکافل کی رقم کے) سروس ایجنٹ بذات خود یا اس کا کوئی نائب صکوک ہولڈرز کو ملنے والی کرایہ کی رقم سے ادا کرے گا۔ اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ مذکورہ بالا اخراجات کی رقم کرایہ کی مدت میں ملنے والی رقم سے زیادہ ہو جائے تو پھر سروس ایجنٹ کو حق ہو گا کہ وہ فوری طور پر ایجنٹ (PDSCL) سے غیر اداشدہ اخراجات کی رقم کا مطالبہ کرے۔ اگر ایجنٹ فوری طور پر رقم کی ادائیگی نہ کر سکے تو سروس ایجنٹ کو حق حاصل ہو گا کہ وہ اگلی مدت کے کرایہ کی رقم سے غیر اداشدہ اخراجات کی رقم وصول کرے۔

اجراء صکوک میں کارفرما مختلف شرعی عقود کا جائزہ:

اگرچہ حکومت پاکستان کے جاری کردہ یہ صکوک "اجارہ صکوک" ہیں، لیکن اس میں مختلف مراحل پر مختلف شرعی عقود سرانجام دیئے جاتے ہیں، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(i) SBP کی طرف سے نیلامی کا انعقاد

(ii) PDSLC کا SBP BSC کو اپنا نائب مقرر کرنا۔

(iii) (Certificate Issuance Undertaking)

(iv) PDSCL کا حکومت پاکستان سے اثاثے کی خریداری کا معاہدہ

(v) قیام ٹرسٹ (Declaration of Trust)

(vi) PDSLC کا اثاثہ حکومت کو کرایہ پر دینا

(vii) PDSLC کا حکومت کو سروس ایجنٹ مقرر کرنا اور اسکے لئے برائے نام فیس رکھنا

(ix) حکومت کی طرف سے عہد نامہ خریداری (Purchase Undertaking)

(x) حکومت کا PDSCL سے اثاثہ واپس خریدنا۔

اس تفصیل کے پیش نظر صکوک اجارہ میں محض اجارہ کا معاملہ نہیں ہوتا ہے، بلکہ اس میں اولا خرید وفروخت، پھر اجارہ، پھر خرید وفروخت کا معاملہ ہوتا ہے، جبکہ درمیان میں التزام اور وکالۃ اور ٹرسٹ کے معاملات بھی تشکیل پاتے ہیں۔ تاہم ان معاملات کی شرعی حیثیت سے رج ذیل پہلو قابل بحث نکلتے ہیں:

(i)۔ عہد / التزام (undertaking) کی شرعی حیثیت

(ii)۔ اثاثہ فروخت کرنے کے بعد پھر وہی اثاثہ خود کرایہ پر لینا۔

(iii)۔ فروخت کنندہ کا ایکسر سائز پرائس پر اثاثہ واپس خریدنے کا عہد کرنا

(iv) PDSLC جو کہ خود صکوک ہولڈرز کا وکیل ہے، اس کی طرف سے SBP BSC کو ادائیگیوں کے لئے Paying Agent مقرر کرنا۔

(v) حکومت کا سروس ایجنٹ مقرر ہونا اور اس پر فیس لینا۔

ذیل میں ان شرعی عقود کی تفصیلات پیش کی جارہی ہیں۔

۱۔ عہد / التزام (undertaking) کی شرعی حیثیت

عہد بھی درحقیقت وعدے کی طرح ہی ہے، البتہ عام عرف میں اس میں تھوڑی سی تاکید اور قوت زیادہ ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی عہد / undertaking کا مطلب کسی چیز کے کرنے کا وعدہ کرنا ہے۔ ماقبل میں ذکر کردہ تفصیلات کے مطابق صکوک میں متعدد مراحل پر عہد / undertaking کی ضرورت پیش آتی ہے، نیز اس بات میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن وحدیث میں وعدہ کو پورا کرنے کی شدید تاکید آئی ہے، مثلاً قرآن کریم میں ہے:

"وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا"[۲]

"اور عہد کو پورا کرو، یقین جانو کہ عہد کے بارے میں (تمہاری) بازپرس ہونے والی ہے۔"[۳]

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی مشہور حدیث ہے کہ "لا دین لمن لا عهد له"[۴] کہ جو شخص عہد کو پورا نہیں کرتا ہے اس کا (کامل) ایمان نہیں ہوتا ہے۔

اس لئے اتنی بات تو واضح ہے کہ شریعت مطہرہ میں عہد کے پورا کرنے کو بہت اہمیت دی گئی ہے جس کا اندازہ اس حدیث سے بھی کیا جاسکتا ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے عہد کی خلاف ورزی کو منافقت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے۔[۵]

لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وعدے کی حیثیت کیا ہے؟ یعنی یہ وعدے اور عہد کی تکمیل محض ایک اخلاقی ذمہ داری ہے یا قانونی طور پر عدالت کے ذریعہ بھی اسے لازم قرار دیا جاسکتا ہے، مثلاً زیر بحث صکوک کے اجراء کے مسئلے میں انوسٹرز نے اس بات کا عہد کیا کہ اجراء صکوک کے بعد وہ صکوک خریدیں گے۔ اب اگر اجراء صکوک کے بعد وہ اس عہد کو پورا نہ کرنا چاہئے تو کیا عدالت اور قانونی چارہ جوئی کے ذریعہ لازمی طور پر ان سے اس عہد کی تکمیل کروائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اس مسئلے کے بارے میں فقہاء کرام کے درمیان اختلاف ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(i) احناف، شوافع اور حنابلہ کا عمومی مشہور مذہب یہ ہے کہ وعدے کا پورا کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ یہ مستحب عمل اور حسن اخلاق میں سے ہے۔

(ii) جبکہ بعض حضرات (حضرت سمرہ بن جندبؓ، امام بخاریؒ، اسحاق بن راھویہؒ وغیرہ) کے نزدیک وعدے کو اخلاقی طور پر بھی پورا کرنا واجب ہے اور عدالت کے ذریعہ بھی وجوبی طور پر اس کی تکمیل کروائی جاسکتی ہے۔

(iii) جمہور مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اگر وعدے کی وجہ سے کسی شخص نے موعود لہ (جس کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہو) سے کوئی ایسا کام کرالیا جو وہ وعدے کے بغیر نہ کرتا اور جس میں اس کو کچھ جانی یا مالی کلفت اٹھانی پڑتی ہو تو وہ وعدہ اخلاقی اور عدالتی دونوں طرح سے لازم ہے۔

البتہ بعد کے فقہاء احناف نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ ضرورت کے وقت وعدے کو لازم قرار دیا جاسکتا ہے، اس لئے جہاں ضرورت ہو یا جہاں عہد کے دونوں فریقوں کا اس بات پر اتفاق ہو کہ وہ اس عہد کو لازم سمجھیں گے تو ان دونوں صورتوں میں پھر شرعی اور قانونی دونوں طور پر وعدے کا وفاء کرنا لازم ہوگا۔[۶]

لہٰذا اجراء صکوک کے مختلف معاملات میں عہد / التزام کی جو صورتیں پائی گئی ہیں ان میں چونکہ وعدہ کی تکمیل کی ضرورت پائی جاتی ہے، کیونکہ ایک فریق دوسرے فریق کے التزام کی وجہ سے بہت سارے ایسے معاملات اور امور سرانجام دیتا ہے جو اگر اس کا وعدہ نہ ہوتا تو وہ سرانجام نہ دیتا، نیز اس کے وعدے پر بھروسہ کرکے وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ معاملات میں شامل نہیں ہوتا ہے، (مثلاً: انوسٹرز کی

undertaking کی وجہ سے ہی SBP صکوک کے اجراء کی عملی کاروائی شروع کرتا ہے، نیز وہ ان انوسٹرز کے وعدے کی وجہ سے آکشن میں موجود دوسرے لوگوں کے ساتھ صکوک کی فروختگی کا معاہدہ نہیں کرتا ہے)لہذا یہاں پر بھی چونکہ حاجت اور ضرورت پائی جاتی ہے اس لئے ماقبل میں ذکر کردہ ہر عہد / التزام کی تکمیل کرنا متعلقہ فریق کی اخلاقی اور قانونی دونوں اعتبار سے ذمہ داری بنتی ہے۔

(ii)۔ اثاثہ فروخت کرنے کے بعد پھر وہی اثاثہ خود کرایہ پر لینا۔

اسٹرکچر کے مطابق چونکہ حکومت پاکستان پہلے جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ کا ایک حصہ صکوک ہولڈرز کو فروخت کرے گی، پھر وہی اثاثہ واپس ان سے کرایہ پر لے گی۔ لہذا شرعی نقطہ نظر سے یہاں یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ کوئی شخص اپنا اثاثہ فروخت کرکے واپس وہی اثاثہ اسی خریدار سے کرایہ پر لے سکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلے سے متعلق فقہاء کرامؒ کے متعدد اقوال ہیں، جن کے بارے میں مقالہ نگار کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر محض کرایہ داری کا معاملہ ہوجائے اور اس معاہدے کے اندر یہ بات نہ ہو کہ اجارہ کی مدت کے اختتام پر حکومت پاکستان کو اثاثہ (بذریعہ فروخت یا بذریعہ ہبہ) دیا جائے گا تو پھر اس طرح کے معاملے کی اجازت ہے۔ اس کی صاف اور سادہ مثال یوں بنتی ہے کہ ایک شخص نے اپنا مکان کسی کو فروخت کردیا، لیکن وہ اسی مکان میں سکونت اختیار کرنا چاہتا ہے، اس لئے وہ اپنا فروخت کردہ مکان خریدار سے کرایہ پر لیتا ہے، تو شرعی حوالے سے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ اسی طرح جب حکومت پاکستان نے صکوکی اثاثہ (جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ) صکوک ہولڈرز کو فروخت کردیا، اب وہ واپس اسے کرایہ پر لینا چاہتی ہے تو شرعی اعتبار سے اسمیں کوئی قابل اشکال بات نہیں ہے۔

(iii)۔ فروخت کنندہ کا ایکسرسائز پرائس پر اثاثہ واپس خریدنے کا عہد کرنا:

جیسا کہ ذکر کردہ پروسیس فلو سے واضح ہوا کہ حکومت پاکستان نے پہلے اثاثہ صکوک ہولڈرز کو فروخت کیا، پھر وہی اثاثہ ان سے کرایہ پر لیا، آخر میں صکوک کی مدت کے اختتام پر وہی اثاثہ ان سے ایکسرسائز قیمت پر خریدنے کا عہد بھی کیا۔ اور یہ بات بھی ہم نے ذکر کی کہ ایکسرسائز قیمت کا مطلب صکوک کی اصلی قیمت (face value) بمعہ وہ بقایاجات ہیں جو صکوک ہولڈرز کے لئے حکومت پاکستان کے ذمہ لازم ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا عقد کے شروع میں اس طرح کا عہد کیا جاسکتا ہے کہ صکوک کی مدت کے اختتام پر صکوک جاری کرنے والا بذات خود یا کوئی اور شخص یا ادارہ جس کا اس کے ساتھ ملکیت کا تعلق ہو ایسی کوئی ذمہ داری لے سکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلے کے بارے میں بھی مقالہ نگار کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ صکوک اجارہ میں اگر صکوک مینجر مضارب، شریک اور انوسٹمنٹ ایجنٹ نہ ہو، بلکہ اس کی حیثیت صرف مستاجر (Lessee) کی ہو تو وہ فیس ویلیو کے مطابق خریدنے کی ذمہ داری لے سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی گئی تھی کہ کرایہ دار کے ذمہ چونکہ کرایے کی مد میں واجب الاداء رقوم ہوتی ہیں، اس لئے فیس ویلیو کی گارنٹی کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ذمہ لازم رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری لیتا ہے، جو کہ ظاہر ہے شرعی نقطہ نظر سے جائز ہے۔

اس اصول کی روشنی میں جب ہم زیر بحث صکوک کے طریقہ کار پر غور کرتے ہیں تو یہاں پر حکومت پاکستان کی حیثیت مستاجر (Lessee) کی ہے۔ اب اس نکتے پر غور کرنا ضروری ہے کہ یہاں پر صکوک سرٹیفکیٹس کس چیز کی نمائندگی کرتے ہیں تاکہ یہ واضح ہوجائے کہ انہیں فیس ویلیو پر واپس خریداری کی شرعی تکییف کیا بن سکتی ہے۔

جیسا کہ ماقبل میں ذکر کردہ تفصیلات سے واضح ہوا کہ یہ اجارہ صکوک ہے، اس میں صکوکی اثاثہ جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ کا ایک حصہ ہے، جو حکومت نے پہلے صکوک ہولڈرز کو فروخت کیا، پھر واپس ان سے کرایہ پر لیا۔ جس کا حاصل یہ نکلا کہ صکوک سرٹیفکٹس کرایہ پر دیئے ہوئے اثاثے(Leased Asset)میں متناسب حصے کی ملکیت کی نمائندگی کرتے ہیں، اور صکوک حصولی کا مطلب اس ملکیت کا حصول ہے۔ لہٰذا ایک تو اس اثاثے کا کرایہ ہے جو کہ حکومت ششماہی بنیادوں پر ادا کرتی ہے، اور جب تک حکومت کرایہ کی بنیاد پر وہ اثاثہ استعمال کرتی رہے گی یہ کرایہ حکومت کے ذمہ لازم دَیْن(debt)ہے، جس کی ادائیگی کی گارنٹی لی جاسکتی ہے۔ لیکن ایک صکوک کی فیس ویلیو ہے جو کہ کرایہ کی رقم کے زمرے میں نہیں آتی ہے، بلکہ اثاثے کی واپس خریداری کی قیمت کے زمرے میں آتی ہے۔ لہٰذا اتنی بات تو واضح ہے کہ خریداری کا یہ وعدہ کم از کم کرایہ کی رقم کی واپسی کا وعدہ نہیں ہے جس کو دین(Debt)کی ضمانت(Security)قرار دیا جائے۔ لہٰذا اس کو سابقہ عقد اجارہ سے منسلک کرنے کے بجائے صکوک ہولڈرز اور حکومت پاکستان کے درمیان اثاثے کی خرید وفروخت کا ایک الگ اور مستقل معاملہ قرار دیا جائے۔ کہ حکومت نے صکوک ہولڈرز کو اثاثہ تو فروخت کر دیا، اس کی رقم بھی وصول کی، اس اثاثے کی ملکیت صکوک ہولڈرز کی طرف منتقل بھی ہوئی۔ لیکن اس سارے معاملے میں حکومت اور صکوک ہولڈرز کے درمیان یہ طے پایا ہے کہ صکوک ہولڈرز تین سال کے بعد یہی اثاثہ حکومت کو اس کی سابقہ قیمت پر فروخت کریں گے۔

لہٰذا اس تفصیل کی روشنی میں جب ہم فقہی ذخیرے پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ ہمیں فقہی اعتبار سے "بیع بالوفاء" کے مماثل اور مشابہ لگتا ہے۔ اس کے بارے میں ذیل میں تفصیل درج کی جارہی ہے۔

بیع الوفاء کی تعریف:

اس کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ "خرید وفروخت کا وہ معاملہ جو اس شرط پر ہو جائے کہ بیچنے والا شخص جب خریدی ہوئی چیز کی قیمت واپس کرے گا تو خریدار وہ چیز اس کو واپس کر دے گا" احناف کی کتابوں میں اس معاملے کو "بیع الوفاء"، مالکیہ کے ہاں "بیع الثنیا"، شافعیہ کے ہاں "بیع العہدۃ" جبکہ حنابلہ کے ہاں "بیع الامانۃ" کہا جاتا ہے۔[6]

بیع الوفاء کی ضرورت اور اس کی فقہی تکییف:

اس بیع کا تعلق در حقیقت ضرورت سے ہے، اس بات کو مثال سے اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ زید کو دس لاکھ روپے نقد رقم کی ضرورت ہے، اب وہ خالد سے نقد رقم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ خالد اس کو قرض حسنہ کے طور پر رقم دینے کو تیار نہیں ہے۔ لہٰذا اب یہاں ممکنہ طور پر تین صورتیں بن سکتی ہیں:

(i) یہ کہ خالد زید کو مبلغ دس لاکھ روپے بطور قرض دیکر اس پر منافع حاصل کرے، یہ صورت ظاہر ہے کہ سود کے زمرے میں آتی ہے اور حرام ہے۔

(ii) یہ کہ خالد، زید کو دس لاکھ روپے بطور قرض دیکر اس سے کوئی اثاثہ / زمین وغیرہ بطور رہن (گروی) لے لے۔

یہ صورت بھی ان کے منشاء کو پورا نہیں کر سکتی ہے، کیونکہ رہن کے بارے میں شریعت کا اصول یہ ہے کہ مرتہن (وہ قرضخواہ جس کے پاس رہن رکھوایا گیا ہو) کے لئے شئ مرہونہ (گروی رکھی ہوئی چیز) سے استفادہ حاصل کرنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔ جبکہ جیسا کہ شروع میں ہم نے ذکر کیا کہ خالد محض قرض حسنہ کے طور پر رقم فراہم نہیں کرنا چاہتا ہے، بلکہ اس پر اپنا کوئی مالی فائدہ بھی حاصل کرنا چاہتا ہے۔

(iii) تیسری صورت یہ ہے کہ زید اپنا کوئی اثاثہ / زمین وغیرہ خالد کو فروخت کر دے۔ زید ایسا بھی نہیں کرنا چاہ رہا ہے، کیونکہ زید نہیں چاہتا ہے کہ اس کا اثاثہ مستقل طور پر اس کی ملکیت سے نکل جائے۔

اس لئے اس جیسی صورت کے لئے "بیع الوفاء" کی صورت رائج ہو گئی تھی، جس میں زید کے لئے رقم کی حصولی کی ضرورت بھی پوری ہو جاتی ہے، اور خالد کے لئے رقم پر مالی فوائد کا حصول بھی متحقق ہو جاتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس کی فقہی تکییف کیا بنتی ہے اور اس کا شرعی حکم کیا بنتا ہے۔؟

اتنی بات تو ظاہر ہے کہ اس کو نہ تو پوری طرح "خرید و فروخت" کا معاملہ قرار نہیں دیا جاسکتا ہے، کیونکہ خرید و فروخت کا معاملہ پورا ہو جانے کے بعد خریدی ہوئی چیز پر خریدار کی کامل ملکیت حاصل ہو جاتی ہے، جس کی رو سے وہ اس چیز میں ہر طرح کا تصرف کر سکتا ہے، جبکہ بیع بالوفاء میں خریدار کو یہ اختیار حاصل نہیں ہوتا ہے کہ وہ خریدی ہوئی چیز آگے کسی اور کو فروخت کرے یا کسی کو بطور ہبہ دے۔

اس لئے عام طور پر فقہی کتابوں میں اسے بیع مشابہ رہن (خرید و فروخت کا وہ معاملہ جو رہن کے معاملے سے مشابہ ہو) قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ علامہ شامیؒ کی تحقیق کے مطابق اس کی مشابہت تین فقہی معاملات (بیع صحیح، رہن، بیع فاسد) سے ہے، کیونکہ خرید و فروخت کا معاملہ ہو جانے، مبیع پر قبضہ اور اس کی آمدنی کا استحقاق حاصل ہونے بعد یہ معاملہ اس حد تک تو "بیع صحیح" کے مشابہ ہے کہ اس میں مشتری کو مبیع سے فائدہ یا اس سے حاصل شدہ منافع حاصل کرنا درست ہے، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے بیع الوفاء کا ایک نام "البیع الجائز" ذکر کیا ہے۔ لیکن اس میں مشتری کو خریدی ہوئی چیز کسی اور کو فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، نیز اس میں بائع جب پیسے ادا کرے گا تو اس وقت، مشتری وہ چیز لینے اور مبیع واپس کرنے کا پابند ہو گا تو ثمن کی ادائیگی پر مبیعہ واپس کرنے کے معاہدے کی وجہ سے مذکورہ عقد "رہن" کے مشابہ ہے کیونکہ "رہن" میں بھی مرتہن کے حق کی ادائیگی پر شئ مرہونہ کی واپسی معلق ہوتی ہے۔ نیز اس معاہدہ میں چونکہ فریقین کا فائدہ بھی ہے، بائع کا فائدہ تو یہ ہے کہ اس کی وقتی ضرورت بھی پوری ہو جاتی ہے اور مدت کے اندر ثمن کی ادائیگی پر مبیعہ بھی واپس مل جاتی ہے، اور مشتری کا فائدہ یہ ہے کہ اگر وہ "رہن" کا معاملہ کرتا تو شئ مرہونہ سے انتفاع کرنا اس کے لئے جائز نہ ہوتا، اس معاہدہ کی وجہ سے وہ منافع بھی حاصل کر لیتا ہے اور جب بائع اپنی چیز واپس لیتا ہے تو مشتری اپنی ادا کی گئی رقم بھی وصول کر لیتا ہے، تو مذکورہ عقد میں چونکہ بطورِ وعدہ ، شرطِ فاسد کو ملحوظ رکھا گیا ہے (اگرچہ وہ عقد سے بالکل الگ ہے) اس لحاظ سے مذکورہ عقد "بیع فاسد" کے بھی مشابہ ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں کو یہ معاملہ فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔[8]

بیع الوفاء کا حکم:

اس کے فقہی حکم کے بارے میں فقہاء کے درج ذیل اقوال ملتے ہیں:

۱) مالکیہ، حنابلہ اور متقدمین احناف و شوافع کے نزدیک یہ معاملہ فاسد ہے، کیونکہ "بیع" کا تقاضہ یہ ہے کہ خریدی ہوئی چیز پر مشتری کو مطلق اور کامل ملکیت حاصل ہو جائے، جس کی رو سے وہ خریدی ہوئی چیز میں ہر طرح کا تصرف (بشمول کسی اور کو فروخت کرنے کے) کر سکتا ہے۔ جبکہ یہاں مشتری کو پابند کیا جارہا ہے کہ وہ خریدی ہوئی چیز کسی اور کو فروخت نہیں کر سکتا ہے۔[9]

۲) بعض متاخرین احناف اور شوافع کا قول یہ ہے کہ یہ بیع کے بعض احکام کے حق میں صحیح اور مفید ہے، جبکہ دیگر بعض احکام کے حق میں صحیح نہیں ہے۔

ان کی دلیل یہ ہے لوگوں میں اس طرح کی خرید و فروخت کا رواج ہو گیا ہے، اس وجہ سے لوگوں کے تعامل اور رواج کی وجہ سے اس معاملے کو جائز قرار دیا جائے گا۔[10]

۳) علامہ قاضی خان رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ اس طرح کے معاملہ کرنے میں معاملہ کرنے والوں کے الفاظ اور ان کے طریقہ کار کو دیکھا جائے گا، لہذا

(الف) اگر انہوں نے معاملہ خرید و فروخت کے الفاظ سے ہی کیا ہو، لیکن معاملہ کرتے وقت مبیع واپس کرنے کی شرط لگائی گئی ہو تو یہ معاملہ فاسد ہے۔

(ب) اگر انہوں نے "بیع الوفاء" یا "البیع الجائز" کے الفاظ سے معاملہ کیا ہو اور اس سے ان کی مراد اسی نوعیت کا غیر لازم معاملہ ہو تو یہ بھی بیع فاسد ہو گی۔

(ج) اگر انہوں نے عام بیع کے الفاظ میں معاملہ کیا ہو، اور معاملہ کرتے وقت اس میں واپس کرنے کی شرط نہ لگائی ہو، البتہ خرید و فروخت کا معاملہ مکمل ہو جانے کے بعد الگ سے انہوں نے اس طرح مبیع واپس کرنے کا باہمی وعدہ کیا ہو تو یہ معاملہ صحیح ہو جائے گا اور ان کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ اس وعدے کی تکمیل کریں۔[۱۱]

اسی قول کو جامع الفصولین اور شرح المجلۃ میں راجح قرار دیا ہے۔[۱۲]

راجح قول:

بیع الوفاء کے بارے میں سابق میں ذکر کردہ تفصیل کی روشنی میں راجح قول یہی بنتا ہے کہ اگر فریقین نے خرید و فروخت کا معاملہ بغیر کسی شرط کے کر لیا ہو، پھر اس کے بعد الگ اور مستقل حیثیت میں اس بات کا وعدہ کر لیا کہ بائع مشتری کو جب اس کی خریدی ہوئی چیز کی قیمت واپس کرے گا تو مشتری اس سے رقم لیکر اس کی چیز اس کو واپس کر دے گا، تو اس معاملہ میں شرعا کوئی حرج نہیں ہو گا۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ یہ باہمی وعدہ خرید و فروخت کے اصل معاملے میں بالکل نہ کیا جائے، بلکہ اس سے الگ اور مستقل حیثیت میں کیا جائے۔

زیر بحث صکوک اسٹرکچر پر مسئلہ کی تطبیق

زیر بحث صکوک اسٹرکچر میں چونکہ حکومت پاکستان پہلے صکوک ہولڈرز کو اثاثہ فروخت کرتی ہے۔ اس کے بعد الگ سے ایک عہد نامہ خریداری (Purchase Undertaking) کے ذریعہ اس بات کا عہد کرتی ہے کہ وہ صکوک کی مدت کے اختتام پر صکوک ہولڈرز کو اثاثے کی قیمت واپس کر کے ان سے اثاثہ واپس لے لے گی۔ یہ بعینہ وہی صورت ہے جو ماقبل میں ہم نے بیع الوفاء کے حوالے سے ذکر کی ہے۔ یہاں پر چونکہ عہد نامہ کو خرید و فروخت کے اصل معاملے میں شرط کے طور پر ذکر نہیں کیا جاتا ہے اور نہ ہی معاملے کو "بیع الوفاء" وغیرہ کے الفاظ سے سرانجام دیا جاتا ہے، بلکہ الگ سے باہمی طور پر ایک وعدہ کیا جاتا ہے، جو کہ قانونی طور پر بھی اور شرعی طور پر بھی واجب التعمیل ہوتا ہے، اس لئے راجح قول کے مطابق یہ معاملہ جائز ہے اور اس کی وجہ سے اثاثے میں صکوک ہولڈرز کی ملکیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

لہذا خلاصہ یہ ہوا کہ صکوک اجارہ میں حکومت اور صکوک ہولڈرز کے درمیان صکوک کی مدت کے اختتام پر اثاثے کی سابقہ قیمت پر حکومت کو فروختگی کا باہمی وعدہ اور مفاہمت کرنا جائز ہے۔ اس کی وجہ سے صکوک کے اجراء پر شرعی اعتبار سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

بعض عرب علماء کا موقف:

بعض عرب علماء نے صکوک اجارہ میں بھی صکوک جاری کرنے والے / حکومت کی طرف سے فیس ویلیو کے مطابق خریداری کو ناجائز قرار دیا ہے، اس کے لئے انہوں نے درج ذیل دو دلائل پیش کئے ہیں:

(الف) اس میں بیع عینہ کی صورت پائی جاتی ہے، کیونکہ اپنی کوئی چیز فروخت کر کے پھر واپس وہی چیز خریدنا بیع عینہ کے زمرے میں آتا ہے۔

(ب) یہ کہ یہ سارا معاملہ حقیقی خرید و فروخت پر مبنی نہیں ہے، بلکہ محض علامتی طور پر اس میں خرید و فروخت اور اجارے کا معاملہ ہوتا ہے، نیز کچھ وعدوں کا بھی سہارا لیا جاتا ہے۔ اس سارے معاملات سے اصل مقصد فائنانسنگ کی سہولت حاصل کر کے انوسٹرز کو ان کی انوسٹمنٹ پر منافع فراہم کرنے کے لئے راستہ مہیا کرنا ہے۔ اس لئے اگر غور وفکر کیا جائے تو درمیان سے شرعی نام ہٹانے کے بعد اجارہ صکوک کی صورت بالکل وہی بنتی ہے جو سودی بانڈز کی ہے، کہ حکومت انوسٹرز سے رقم لیتی ہے، ششماہی بنیادوں پر انہیں منافع دیتی ہے، اور آخر میں ان کی اصل رقم واپس کرتی ہے، اصل رقم اور منافع دونوں مضمون (Secured) ہوتے ہیں۔ اس لئے اس معاملے اور سودی معاملے میں چونکہ انجام کے اعتبار سے کوئی فرق باقی نہیں رہتا ہے اس لئے صکوک الاجارۃ پر مبنی یہ معاملہ بھی سودی بانڈز کی طرح ناجائز ہوگا۔

جمہور اہل علم کا موقف:

۱۔ بیع عینہ سے متعلق اشکال کا جواب:

اس موضوع سے متعلق تفصیلی بحث کے بعد مقالہ نگار اس رائے پر پہنچا ہے کہ یہ معاملہ فقہی اعتبار سے بیع عینہ میں داخل نہیں ہے، کیونکہ یہاں پر دونوں معاملات کے درمیان تین سال کا طویل عرصہ گزر جاتا ہے، حالانکہ اہل علم نے بیع عینہ کے ثابت ہونے کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ دونوں معاملات کے درمیان اتنی مدت نہ گزری ہو جس مدت میں مبیع چیز کی حالت میں تبدیلی واقع ہوتی ہو۔[۱۳]

۲۔ دوسری دلیل ان علماء نے یہ پیش کی تھی کہ یہ معاملہ محض ایک حیلہ اور علامتی ہے، اصل مقصد انوسٹرز کو ان کی فائنانسنگ پر منافع فراہم کرنے کے لئے راستہ مہیا کرنا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ محض کسی چیز کے ظاہر یا اس کے انجام کو دیکھ کر اسکے اوپر حلال اور حرام ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے، بلکہ معاملے کی انجام دہی کے سارے مراحل دیکھ کر فیصلہ کرنا ہے کہ یہ معاملہ شریعت میں حلال ہے یا حرام؟

مثلاً اگر ہم نے محض ظاہری صورت کو دیکھ کر فیصلہ کرنا ہو تو پھر بیع اور سود کے معاملے میں کوئی فرق نظر نہیں آتا ہے۔ بلکہ اگر ہم دیکھیں تو یہی وہ اشکال تھا جو عہد رسالت ﷺ میں کفار کو درپیش تھا وہ کہتے تھے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں یوں فرمایا ہے کہ: {بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا}[۱۴] کہ "یہ سزا اس لئے ہوگی کہ ان (سود خوار) لوگوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو سود کی طرح ہے۔" یعنی وہ سمجھتے تھے کہ جس طرح خرید و فروخت کے عام معاملات میں اصل مقصود نفع کمانا حاصل کرنا ہوتا ہے اس طرح سود میں بھی چونکہ روپیہ پر منافع حاصل کرنا ہوتا ہے، اس لئے ان کے خیال کے مطابق جس طرح بیع حلال ہے اسی طرح سود کو بھی حلال ہونا چاہیے۔

لیکن انہوں نے اس بات کو استہزاء کے انداز میں یوں بیان کیا کہ سود بھی تو خرید و فروخت کی طرح ہے اگر سود حرام ہے تو خرید و فروخت کے دیگر معاملات کو بھی حرام ہونا چاہیے۔ لہٰذا گویا انہوں نے دونوں (عام خرید و فروخت اور سود) کے درمیان ظاہری مشابہت کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ جس طرح ایک (بیع) حلال ہے اسی طرح دوسرا (سود) بھی حلال ہونا چاہیے۔

اس کے جواب میں اس کے متصل بعد اللہ تعالیٰ نے ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ {وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا}[۱۰] یعنی "اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے" یعنی ان دونوں کو ظاہری مشابہت کے اعتبار سے ایک سمجھنا اور دونوں پر ایک حکم لاگو کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ دونوں میں حقیقت کے لحاظ سے بہت بڑا فرق ہے، وہ فرق یہ ہے کہ بیع کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے جبکہ سود کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

راجح قول:

راجح قول یہ ہے کہ یہ معاملہ فی نفسہ فقہی اعتبار سے جائز ہے، کیونکہ یہ معاملہ متعدد جائز معاملات کا مجموعہ ہے (خرید وفروخت + اجارہ + خرید وفروخت) جب یہ تینوں معاملے فی نفسہ جائز ہیں تو ان کا مجموعہ بھی جائز ہوگا (بشرطیکہ ان معاملات کو مستقل اور علیحدہ طور پر کیا جائے، کسی معاملے کو دوسرے معاملے میں مشروط قرار نہ دیا جائے)

البتہ اگر ہم اس بحث کو مقاصد شریعہ کی نظر سے دیکھیں تو پھر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فقہی اعتبار سے معاملہ کے جائز ہونے کے باوجود اس سے گریز اور احتیاط بہتر ہے، کیونکہ ظاہری شکل کے حساب سے اس میں اور سودی بانڈز کے معاملات میں کوئی نمایاں فرق محسوس نہیں ہوتا ہے، کیونکہ وہاں پر بھی مخصوص مدت کے بعد اپنی اصل رقم بمعہ سود مل جاتی ہے، یہاں پر بھی اپنی رقم بمعہ اضافہ واپس مل جاتی ہے، نہ تو اثاثہ صکوک ہولڈرز کے پاس آتا ہے نہ ہی وہ اس میں کوئی تصرف کرسکتے ہیں۔ بلکہ اثاثہ بدستور اصل مالک کے پاس ہی رہتا ہے وہی اسے استعمال کرتا ہے اور اس کے منافع سے مستفید ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کو حقیقی شرعی روح میں ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ تاہم چونکہ معاملہ فی نفسہ جائز ہے اس لئے عبوری مرحلہ کے لئے اس کو تمام شرعی قیود اور شرائط کے مطابق استعمال کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم

یہ وہ آخری نتیجہ تھا جو اس مسئلے سے متعلق باب چہارم میں مقالہ نگار نے ذکر کیا تھا، تاہم یہ بات زیر بحث صکوک اسٹرکچر پر اس وجہ سے منطبق نہیں ہوسکتی ہے کہ اس صکوک اسٹرکچر میں آگے جاکر (Limited Recourse) کے عنوان سے تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ چونکہ صکوک ہولڈرز کو فیس ویلیو کی رقم ملنے کا دارومدار اثاثے کی قیمت پر ہے، اس لئے یہ ہوسکتا ہے کہ صکوک کی مدت کے اختتام پر اثاثے کی قیمت میں کمی واقع ہوگئی ہو جس کی وجہ سے انہیں فیس ویلیو کی رقم پوری نہ ملے یا صکوک انوسٹمنٹ پر متوقعہ منافع سے کم رقم ملے۔ اگر اس نکتے کی روشنی میں ہم دیکھیں تو نظر آتا ہے کہ یہ سودی بانڈز کے بالکل برعکس اور شرعی تقاضوں اور شرعی روح کے عین مطابق ہے۔ (جیسا کہ اس سے متعلق مزید تفصیل اثاثے کی طرف رجوع کی بحث میں آرہی ہے)

چیئریٹی کلاز اور اسکی شرعی حیثیت:

تفصیلی اسٹرکچر کے صفحہ نمبر 136 پر ایک چیئریٹی کلاز لگائی گئی ہے[۱۱] کہ اگر واپس خریداری کا التزام کرنے والا (یعنی حکومت پاکستان جو اس بات کا التزام کرتی ہے کہ صکوک کی مدت کے اختتام پر وہ صکوک ہولڈرز سے صکوکی اثاثہ فیس ویلیو پر واپس خریدے گی) صکوک کی مدت کے اختتام پر اس وعدہ کو پورا نہ کرسکے، اور وہ صکوک ہولڈرز سے اثاثہ خرید کر انہیں قیمت کی ادائیگی نہ کرسکے، تو ایک طے شدہ

فارمولے کے مطابق حکومت کی ذمہ یہ عائد کیا گیا ہے کہ وہ جتنے دن تاخیر کرے گی اتنے دن کے حساب سے اثاثے کے کرایہ کے برابر رقم کسی ایسے ادارے کو بطور عطیات دے گی جس ادارے کا انتخاب صکوک ہولڈرز خود کریں گے۔

اس صورت کا اگر ہم شرعی نقطہ نظر سے جائزہ لیں تو یہ التزام بالتصدق (اپنے اوپر صدقہ کرنے کو لازم کرنے) کی قبیل سے ہے۔ یعنی نفل صدقہ کرنا چونکہ شریعت میں لازم نہیں ہے، بلکہ شریعت نے اسے انسان کے اپنے اختیار اور ارادے پر چھوڑا ہے۔ البتہ مالکیہ کے مذہب میں چونکہ اس طرح التزام کرنے سے صدقہ لازم ہو جاتا ہے اس لئے فی نفسہ تو اس طرح التزام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ معاصر اسلامی بینکاری میں بینک اپنے عمیل کو مطلوبہ اقساط کی بروقت ادائیگی کو یقینی بنانے کی غرض سے ان سے معاہدہ کرتے وقت اسی طرح کا التزام لیتے ہیں۔[17]

لیکن اس صورت کی اگرچہ فی الجملہ گنجائش ہے، لیکن مقالہ نگار کے خیال میں یہاں اجارہ صکوک میں اس کلاز کو لگانے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اس کلاز کا اصل مقصد یہ ہے کہ جہاں پر کسی شخص کے ذمہ کوئی واجب الاداء رقم ہو، اور وہ قدرت رکھنے کے باوجود اس رقم کی ادائیگی کے بارے میں ٹال مٹول سے کام لے رہا ہو، تو چونکہ شرعی نقطہ نظر سے نہ تو اس کے اوپر جرمانہ لگایا جاسکتا ہے اور نہ ہی واجب الاداء رقوم میں اضافہ کیا جاسکتا ہے، اس لئے اس کے بجائے وہاں التزام بالتصدق کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ اگر ہم صکوک اجارہ سے متعلق زیر نظر اسٹرکچر پر ایک نظر ڈالیں تو مسئلے کی صورت یہ بنتی ہے کہ صکوک ہولڈرز اثاثے کے اصل مالک ہیں، اور وہ اثاثہ انہوں نے ابھی تک حکومت پاکستان کو فروخت نہیں کیا ہے، لہٰذا جب تک وہ اثاثہ حکومت کو فروخت نہیں کرتے ہیں اس وقت تک ان کو یہ حق حاصل ہے کہ انہیں اثاثے کے کرایے کی مد میں رقم ملتی رہے۔ اس لئے اس صورت میں جبکہ انہوں نے ابھی حکومت کے ساتھ اثاثہ کی فروختگی کا باقاعدہ معاہدہ نہ کیا ہو تو ان کو اثاثے کے کرایہ کے طور پر رقم ملنے کا استحقاق ہے اس لئے جتنے دن حکومت اثاثے کی خریداری میں تاخیر کرے تو انہیں یہ رقم ملتی رہنی چاہئے۔ البتہ اگر حکومت اور صکوک ہولڈرز کے درمیان اثاثے کی خرید وفروخت کا باقاعدہ معاہدہ ہو جائے، اس کے بعد پھر حکومت قیمت کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو چونکہ اثاثہ صکوک ہولڈرز کی ملکیت سے نکل چکا ہے، اور اس کی قیمت کی رقم بھی متعین ہو چکی ہے، اس لئے اس صورت میں واقعۃً التزام بالتصدق (Charity Undertaking) لیا جاسکتا ہے۔ (دونوں صورتوں میں فرق کا حاصل یہ ہے کہ صدقہ کی صورت میں اضافی رقم صکوک ہولڈرز کو نہیں ملتی ہے، بلکہ اسے خیراتی مقاصد میں استعمال کیا جاتا ہے، جبکہ کرایہ کی مد میں ملنے والی رقم صکوک ہولڈرز کو ملتی ہے اور انہیں اس رقم سے بذات خود بھی استفادہ کرنے کا حق ہوتا ہے)

زیر بحث صکوک میں ملکیت کی بحث:

اوپر ذکر کردہ صکوک اسٹرکچر ملاحظہ کرنے سے یہ بات بخوبی عیاں ہوتی ہے کہ اس اسٹرکچر میں خرید وفروخت کے نتیجے میں اگرچہ اثاثے (جناح انٹرنیشنل ائیرپورٹ کا متعین کردہ حصہ) کی ملکیت صکوک ہولڈرز کی طرف منتقل ہو جاتی ہے، لیکن ان کی ملکیت کی نوعیت ملکیت انتفاعی (Beneficial Ownership) کی ہے۔ یعنی کہ کوئی اثاثہ قانونی طور پر کسی ایک شخص کے نام ہو لیکن اس اثاثے کا حقیقی مالک کوئی اور ہو۔ یہاں پر بھی خریدنے کے بعد اس اثاثے کے حقیقی مالک صکوک ہولڈرز ہیں، لیکن اس اثاثے کا انتقال ملکیت قانونی طور پر

ان کے نام نہیں کیا گیا ہے، بلکہ وہ بدستور CAA کے نام پر رجسٹرڈ ہے۔CAA کی حیثیت یہاں محض ٹرسٹی کی ہے جو صکوک ہولڈرز کے اثاثے کو قانونی تحفظ فراہم کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ جیسے ایک چھوٹے بچے کی ملکیت میں انعام وغیرہ کی شکل میں خطیر رقم آئی۔اب بچہ چونکہ اس رقم کو سنبھالنے سے قاصر ہے تو اس بچے کی نیابت میں بچے کی یہ رقم اس کے والد کے قبضے میں دی جائیگی کہ وہ بچے کے لئے اس کی مملوکہ رقم کو سنبھال کر رکھے۔اب اس صورت میں رقم کا حقیقی مالک بچہ ہے لیکن اس رقم پر قبضہ اس کے والد کا ہے۔لہذا اس کے والد کی حیثیت محض ٹرسٹی (متولی) کی ہے۔یہی وجہ ہے کہ رقم پاس ہونے کے باوجود بچے کا والد اس میں بچے کی مصلحت کے برخلاف کوئی تصرف نہیں کر سکتا ہے۔لہذا ہماری زیر بحث صورت میں بھی اثاثے کے حقیقی مالکان صکوک ہولڈرز ہیں، اثاثے سے حاصل شدہ آمدنی کے وہی حقدار ہیں اور اس اثاثے میں تصرف کرنے کا اختیار بھی صرف انہی کو ہے۔

لہذا واضح ہوا کہ صکوک کے اس معاملے میں انتفاعی ملکیت (Beneficial Ownership) کا نظریہ اختیار کیا گیا ہے۔اس کے بارے میں فقہی احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ محض خرید و فروخت سے ہی شرعی نقطہ نظر سے ملکیت منتقل ہو جاتی ہے، شرعی طور پر ملکیت کے ثبوت کے لئے مالک کے نام قانونی رجسٹریشن ضروری نہیں ہے۔نیز فقہ اسلامی میں اس کے مختلف نظائر موجود ہیں کہ ظاہری طور پر چیز کا مالک کوئی ایک شخص ہو جبکہ اس چیز کا حقیقی مالک کوئی اور ہو۔اس لئے شریعت کی رو سے فی الجملہ اس کی گنجائش موجود ہے۔اب اسکے جائز یا ناجائز ہونے کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اگر اس نظریئے کو قانونی دائرے میں رہتے ہوئے جائز مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ جائز ہو گا، لیکن اگر اسے ناجائز یا غیر قانونی مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے تو پھر اس کی ممانعت کر دی جائیگی، (جیسا کہ ماقبل میں ہم نے تفصیل سے جائز و ناجائز مقاصد میں اس کے استعمال کی مثالیں ذکر کر دی ہیں) صکوک میں چونکہ قانونی دائرے میں رہتے ہوئے اسے اس مقصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے خریدار پر اضافی بوجھ نہ پڑے، اس لئے اس کی ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اگر اسی تفصیل کی روشنی میں صکوک میں ملکیت انتفاعی کے کردار پر غور کریں تو یہ واضح ہو جائے گا کہ اجراء صکوک کے سارے مراحل میں اس نوعیت کی ملکیت کی بہت اہمیت اور بہت بڑا کردار ہے، کیونکہ اگر درمیان سے انتفاعی ملکیت کا واسطہ اور ذریعہ نکال دیا جائے تو پھر اجراء صکوک میں بہت ساری دشواریاں پیش آئیں گی، مثلاً یہ کہ حکومت کبھی یہ نہیں چاہے گی کہ وہ ائیرپورٹ جیسی اہم جگہ کی زمین اور پراپرٹی عام اشخاص کو فروخت کر کے اس کا انتقال ملکیت بھی ان کے نام پر کروائے، کیونکہ اس میں ایک طرف جہاں بھاری ٹیکسز کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہاں اس طرح کرنے سے سرکاری املاک اور مفاد عامہ کی جگہوں کو داؤ پر لگانا بھی پڑتا ہے، بعض جگہوں میں قانون کی رو سے اس نوعیت کے عوامی مقامات کی خرید و فروخت پر پابندی عائد ہوتی ہے۔لہذا ملکیت انتفاعی کا نظریہ ہی وہ راستہ ہے جس کی بنیاد پر اجراء صکوک کے مراحل میں نہ تو انتقال ملکیت پر بھاری ٹیکسز عائد ہوتے ہیں، نہ ہی عوامی اور سرکاری اثاثہ جات کی ملکیت کسی شخص یا کمپنی وغیرہ کے نام منتقل کرنی پڑتی ہے اور نہ ہی اس نوعیت کے اہم اور حساس مقامات کی خرید و فروخت پر عائد قانونی پابندی کی مخالفت کرنی لازم آتی ہے۔لہذا اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ اجراء صکوک میں انتفاعی ملکیت کے نظریے کا انتہائی اہم اور ناقابل انکار کردار ہے۔

خلاصہ کلام:

یہ ہے کہ مذکورہ بالا صکوک اسٹرکچر میں ملکیت انتفاعی کے اختیار کرنے میں کوئی ایسی شق نہیں ہے جس کی وجہ سے صکوک ہولڈرز کی حقیقی اور شرعی ملکیت کے ثابت ہونے سے انکار کیا جائے۔نیز اس میں صکوک ہولڈرز کی آمدنی کا استحقاق متعلقہ اثاثے کے کرایے کے طور پر ہے۔اس کے علاوہ اس میں صکوکی اثاثہ پر صکوک ہولڈرز کے رجوع (recourse) کا محدود حق تسلیم کر لیا گیا ہے۔ایک اور نکتہ یہ ہے کہ اس میں حکومت پاکستان کی طرف سے اثاثے کی واپس خریداری کو ایک الگ اور مستقل معاہدے کے طور پر کیا گیا ہے جس کا پہلے والے

معاہدے سے مشروط طور پر کوئی تعلق نہیں ہے۔ نیز اس میں تصریح کی گئی ہے کہ یہ حکومت پاکستان کی طرف سے گارنٹی شدہ ہے، جس کے جائز ہونے کے متعدد اہل علم قائل ہیں، تاہم صکوک کو صحیح شرعی روح اور سانچے میں ڈھالنے کے لئے مناسب ہے کہ اس طرح کی کوئی شرط نہ لگائی جائے۔ اس میں چیئریٹی کلاز لگائی گئی ہے جو اگرچہ شرعی طور پر جائز ہے لیکن مقالہ نگار کی رائے میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اس میں ایک اور قابل ترمیم نکتہ یہ ہے کہ اس میں PDSCL اور حکومت پاکستان کے درمیان اثاثے کی خرید وفروخت کے معاملے کو اس وقت تک مؤثر قرار نہیں دیا گیا ہے جب تک کہ CAA / PDSCL کی طرف سے ٹرسٹ ڈکلئیریشن جاری نہ ہو جائے۔ اس میں گویا خرید وفروخت کے معاملے کے اندر ٹرسٹ قائم کرنے کی شرط لگائی گئی ہے، جو کہ اکثر فقہاء کے نزدیک شرط فاسد ہے، لیکن چونکہ حنابلہ کے ہاں اس کی اجازت ملتی ہے اس لئے ان کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے اسے فی نفسہ جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔

لہٰذا حکومت پاکستان ڈومیسٹک اجارہ صکوک کے زیر بحث اسٹرکچر کے تفصیلی نتیجہ سے مقالہ نگار اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ یہ اسٹرکچر شرعی اصولوں کے مطابق ہے، اور اس میں اجارہ وغیرہ دیگر فقہی معاملات کی تفصیلات میں کوئی ایسی شق سامنے نہیں آئی ہے جس کی وجہ سے اس معاملے کو فاسد اور اس سے حاصل شدہ آمدنی کو ناجائز قرار دیا جائے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] اجرائے صکوک کی یہ ساری تفصیلات اور مکمل طریقہ کار صکوک اسٹرکچر پر مبنی بروشر سے لیا گیا ہے، جسے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی ویب سائٹ سے درج ذیل لنک سے ڈاؤنلوڈ کیا گیا ہے:

https://www.sbp.org.pk/dmmd/Guidelines/Specimen-FixedRentalRate-GOP.pdf

[2] القرآن المجید، سورۃ الإسراء، آیت نمبر ۳۴۔

[3] عثمانی، مفتی محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، کراچی) طبع جدید، ص ۸۶۶۔

[4] الإمام أحمد بن حنبل، مسند أحمد، (مؤسسة الرسالة، ۲۰۰۱ م) الطبعة الاولي، رقم الحديث: ۱۲۳۸۳

[5] الإمام البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل، الصحيح للبخاري ،(دار طوق النجاة، ١٤٢٢) كتاب الإيمان، باب علامة المنافق، رقم الحديث: ٣٣.

[6] عثمانی، مفتی محمد تقی، غیر سودی بینکاری، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۰۹ء) ص ۱۴۵-۱۵۵

[7] الموسوعة الفقهية الكويتية، (الكويت: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية)الطبعةالثانية من دار السلاسل كويت (٩ / ٤٩)

[8] ابن عابدين شامي، محمد أمين بن عمر، الدر المختار وحاشية ابن عابدين (بیروت: دار الفكر، ١٩٩٢ء)الطبعة: الثانية، (٥ / ٢٧٦)

[9] الموسوعة الفقهية الكويتية ، الطبعة: (من ١٤٠٤ - ١٤٢٧ هـ) الثانية من دار السلاسل كويت، (٩ / ٢٦٠):

[10] ایضاً

[11] قاضي خان، الفتاوى الخانية على هامش الهندية، ٢/١٦٥، بحوالہ غیر سودی بینکاری، ص ۱۴۱ ومابعدہ۔

[12] ابن قاضي سماوية، محمود بن إسرائيل، جامع الفصولين، (كراتشي: اسلامي كتبخانه بنوري تاون،سطن) الفصل ١٨-

[13] ابن قدامة المقدسي الحنبلي، موفق الدين عبد الله بن احمد- المغني لابن قدامة (مكتبة القاهرة، ١٩٦٨)٤/ ١٣٢-

[14] القرآن المجید، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۲۷۵

[15] ایضاً

[16] Where payment of the Exercise Price is not made in full on its due date for payment hereunder, the Undertaking Entity irrevocably undertakes that….an amount equal to the Periodic Distribution Amount applicable to the Return Accumulation Period (as defined in the Conditions) in respect of which the payment delay occurred divided by the number of actual days in such Return Accumulation Period shall accrue and be owing by the Undertaking Entity and (in addition to making payment of the Exercise Price) an additional amount equal to such accrued amount, as agreed between the Agent and the Undertaking Entity, shall, in accordance with Shariah principles, be directly donated by the Undertaking Entity to a charity of the choice of holders of at least 51 per cent in face amount of the Certificates then outstanding.

[17] عثمانی، مفتی محمد تقی، غیر سودی بینکاری، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن ۲۰۰۹) اشاعت اول، ص ۲۸۰۔